حرف آغاز

رحمِ مادر کا اجرت پر حصول
موجودہ صورتِ حال اور اسلام کا نقطۂ نظر

———— محمد رضی الاسلام ندوی

موجودہ دور میں سماجی سطح پر جو نئے مسائل ابھرے ہیں ان میں سے ایک اہم مسئلہ وہ ہے جسے 'رحمِ مادر کا اجرت پر حصول' (Womb on Rent) یا قائم مقام مادریت (Surrogacy) کا نام دیا گیا ہے۔

مغرب میں فحاشی، اباحیت، زنا بالرضا اور کثرتِ اسقاط کے نتیجے میں عورتیں تیزی سے پیداواری صلاحیت (Reproductive Ability) سے محروم ہورہی ہیں۔ اس کا اندازہ Centre for Disease Control and Pevention کی ایک رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ۲۰۱۰ء میں 7.3 Million عورتیں، جن کی عمریں ۱۵ سے ۴۴ سال کے درمیان تھیں، بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں تھیں۔ اس کے علاوہ مغربی ممالک میں بعض معاشرتی برائیوں کو قانونی جواز فراہم کردیا گیا ہے، مثلاً ہم جنس پرستی (Homosexuality) جس میں دو مرد یا دو عورتیں باہم رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوکر زندگی گزارتے ہیں۔ ایسے لوگ جو قدرتی یا اکتسابی طور پر اولاد سے محروم ہوں اور وہ اولاد چاہتے ہوں، ان کے لیے یہ طریقہ نکالا گیا کہ وہ پیداواری صلاحیت کی حامل کسی عورت کی خدمات حاصل کریں، مصنوعی طور پر اس کی بارآوری (Fertilization) عمل میں آئے، وہ حمل اور وضعِ حمل کے مراحل سے گزرے، پھر جو بچہ اس کی کوکھ سے نکلے، اسے وہ ان کے حوالے کردے۔

تاریخ اور موجودہ صورتِ حال

زمانۂ قدیم میں وہ جوڑے، جو شوہر یا بیوی کے اعضائے تولید میں کسی نقص کی بنا پر اولاد سے محروم رہتے تھے، خاندان یا اس سے باہر کے کسی بچے کو لے کر اسے اپنا بیٹا بنا لیتے تھے۔لیکن ماضی قریب میں میڈیکل سائنس کی غیر معمولی ترقی کے نتیجے میں ایسے افراد میں بھی صاحبِ اولاد ہونے کی امید جاگی اور اس کے لیے نت نئے طریقے اختیار کیے گئے۔ ان میں سے ایک اجرت پر رحمِ مادر کا حاصل کرنا ہے۔

گزشتہ صدی کے ربع اخیر میں اس میدان میں انقلابی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ ۱۹۷۱ء میں نیویارک میں تجارتی بنیادوں پر مادۂ منویہ کی ذخیرہ اندوزی کا پہلا مرکز (Sperm Bank) قائم ہوا۔ ۱۹۷۸ء میں انگلینڈ میں، بیرون رحم ٹیسٹ ٹیوب میں مخلوط نطفہ کی بارآوری (In Vitro Fertilization) کا کامیاب تجربہ کیا گیا، اس کے نتیجے میں پہلی ٹیسٹ ٹیوب بے بی پیدا ہوئی۔ ۱۹۸۵ء میں امریکا میں قائم مقام مادریت کا پہلا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ ایک عورت نے اپنا بیضہ اور رحم دونوں اس کام کے لیے پیش کیے۔ ایک مرد کے نطفے سے اس کے بیضے کو مخلوط کر کے اسی کے رحم میں استقرارِ حمل کا کام انجام پایا۔ اگلے سال اس سے ایک بچی پیدا ہوئی، جسے Baby M کا نام دیا گیا۔ پھر تو پوری دنیا میں اس تکنیک کو اختیار کیا جانے لگا۔ ابتدا میں اولاد چاہنے والے جوڑوں اور جنین کی پرورش کے لیے اپنا رحم پیش کرنے والی عورتوں کے درمیان کچھ تنازعات سامنے آئے، کہ وہ عورتیں وضع حمل کے بعد مادرانہ جذبات سے مغلوب ہو کر بچے حوالے کرنے سے انکار کر دیتی تھیں، لیکن بہت جلد عدالتی چارہ جوئی اور قوانین کی تشکیل کے ذریعے ان مسائل پر قابو پا لیا گیا۔

رحمِ مادر کی کرایہ داری کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت ہم دردانہ (Altruistic) یا رضا کارانہ (Voluntary) ہے، جس میں عورت اپنی خدمت کے عوض کوئی رقم نہیں لیتی، اور دوسری تجارتی (Commercial) ہے، جس میں وہ بھاری معاوضہ وصول کرتی ہے۔ بعض ممالک میں اس تکنیک سے صرف رضا کارانہ طور پر فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے، اس خدمت

کا کوئی معاوضہ وصول کرنا ممنوع ہے، جب کہ بیش تر ممالک میں قانونی طور پر دونوں صورتوں کی اجازت ہے۔ مغرب میں اس چیز نے ایک منافع بخش کاروبار کی شکل اختیار کرلی ہے، جو عورتیں اس خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتی ہیں وہ اس پر خطیر رقم طلب کرتی ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امریکا میں اس تکنیک سے بچہ حاصل کرنے پر اسّی (۸۰) ہزار سے ایک لاکھ امریکی ڈالر کا صرفہ آتا ہے۔

ہندوستان میں اجرت پر رحمِ مادر کا حصول

عالمی سطح پر رحمِ مادر کی کرایہ داری کے معاملے میں ہندوستان سرِ فہرست ہے۔ اس کی دو وجہیں ہیں: ایک یہ کہ اس تکنیک کو اختیار کرنے پر ترقی یافتہ ممالک میں جو صرفہ آتا ہے، ہندوستان میں اس کی ایک تہائی رقم سے کام چل جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ یہاں غربت کے مارے افراد کو اس خدمت کے لیے خود کو پیش کرنے پر خاطر خواہ رقم مل جاتی ہے، جسے وہ اپنے لیے نعمتِ غیر مترقبہ سمجھتے ہیں۔ ہندوستان میں ۲۰۰۲ء سے رحم کی کرادیہ داری کی قانونی طور پر اجازت ہے۔ ابتدا میں یہ اجازت صرف رضا کارانہ طور پر تھی، معاوضہ حاصل کرنا ممنوع تھا۔ ۲۰۰۸ء میں سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے کے ذریعے اس کی بھی اجازت دے دی۔ اس کے نتیجے میں مغربی ممالک سے تعلق رکھنے والے اولاد کے خواہش مند افراد بڑے پیمانے پر ہندوستان کا رخ کرنے لگے۔ ان ممالک میں امریکا، برطانیہ، کینیڈا، تائیوان، فرانس اور آسٹریلیا خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ایک طرف ان لوگوں کو یہ فائدہ ہوا کہ انھیں کم خرچ پر یہ سہولت حاصل ہوگئی۔ کہاں تو ان ممالک میں اس پر ایک لاکھ ڈالر کا صرفہ آتا تھا اور کہاں ہندوستان میں ۱۵ سے ۲۰ ہزار ڈالر میں کام چلنے لگا۔ دوسری طرف ہندوستانی بھی اس منافع بخش کاروبار سے مالا مال ہونے لگے۔ ایک غریب یا اوسط درجے کا ہندوستانی دس سال میں جتنا کچھ کما پاتا ہے، اس کی بیوی ایک بار نو ماہ کے لیے اپنے رحم کو کرایے پر دے کر اتنی رقم حاصل کرلیتی ہے۔ اس چیز نے ہندوستان میں ایک انڈسٹری کی شکل اختیار کرلی ہے، جسے Fertility Tourism Industry کا نام دیا گیا ہے۔ اس کا شمار بہت تیزی سے ترقی کرنے

والی انڈسٹریز میں ہونے لگا ہے۔ ۲۰۱۱ء کے ایک سروے کے مطابق اس انڈسٹری میں بیس (۲۰) بلین روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔ اس صورتِ حال نے ہندوستان کو Surrogacy Capital of the world کا درجہ دے دیا ہے۔

دوسری عورت کا رحم اجرت پر لینے کے اسباب

بچے کے لیے دوسری عورت کی خدمات حاصل کرنے اوراس کا رحم اجرت پر لینے کے متعدد اسباب ہیں:

۱- اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ کسی مرض کی وجہ سے عورت کا رحم نکال دیا گیا ہو، مثلاً اس میں کینسر ہو، یا اس سے مسلسل جریانِ خون ہو رہا ہو اور کسی بھی طریقے سے وہ رک نہ رہا ہو، یا اس میں رسولی (Tumour) ہو۔

۲- عورت کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو، جس مرض کے، اس کے رحم میں استقرار حمل کی صورت میں، جنین میں منتقل ہوجانے کا اندیشہ ہو، مثلاً ایڈز۔

۳- عورت کے رحم میں جنین کی پرورش وضع حمل تک صحیح طریقے سے نہ ہو پاتی ہو، جنین بار بار رحم میں مرجاتا ہو یا اس کا اسقاط ہوجاتا ہو۔

۴- عورت کی عمر زیادہ ہوگئی ہو، جس کی بنا پر اس کے رحم میں استقرارِ حمل ممکن نہ ہو۔

۵- اپنی جسمانی ساخت اور حسن کی حفاظت یا عیش وعشرت کے لیے بعض عورتیں حمل ووضع حمل کے بکھیڑوں میں نہیں پڑنا چاہتیں، اس لیے وہ اس تکنیک سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

۶- مغرب میں غیر شادی شدہ مرد یا عورتیں (Single Parents) اس تکنیک کے ذریعے اپنا حیاتیاتی (Biological) بچہ حاصل کرتی ہیں۔

۷- ہم جنس پرست افراد (Same Sex Couple) بھی بچہ حاصل کرنے کے لیے اس تکنیک کو استعمال کرتے ہیں۔

قائم مقام مادریت کی صورتیں

قائم مقام مادریت کی بنیادی طور پر چار صورتیں ہوسکتی ہیں:

۱- شوہر نطفہ اور بیوی بیضہ فراہم کرسکتی ہو، لیکن بیوی رحم کے کسی مرض کی وجہ سے حاملہ نہیں ہوسکتی یا ہونا نہیں چاہتی، لہٰذا زوجین کسی دوسری عورت کے رحم کو کرایے پر لے لیتے ہیں۔ ٹیسٹ ٹیوب میں دونوں کے مادوں کا ملاپ کر کے حاصل شدہ جنین کو اس عورت کے رحم میں منتقل کردیا جاتا ہے اور ولادت کے بعد اس بچے کو زوجین کے حوالے کردیا جاتا ہے۔ اسے Traditional Surrogacy کہا جاتا ہے۔

۲- بیوی سے بیضہ بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ شادی شدہ جوڑا اولاد کے لیے کسی دوسری عورت کی خدمات حاصل کرتا ہے، تاکہ شوہر کا نطفہ اس (دوسری عورت) کے بیضہ سے مل کر بہ صورت جنین اس کے رحم میں پرورش پائے۔ اسے Geostational Surrogacy کا نام دیا گیا ہے۔

۳- نہ نطفہ شوہر کا ہو نہ بیضہ بیوی کا۔ نطفہ کسی دوسرے مرد کا اور بیضہ کسی دوسری عورت کا حاصل کیا جائے اور ان کی بارآوری کسی اور عورت کے رحم میں، جسے کرایہ پر حاصل کیا گیا ہو، کی جائے۔ اس کام کے لیے مغرب میں بڑے بڑے کمرشیل اسپرم بینک قائم ہوگئے ہیں۔ ابھی چند ماہ پہلے خبر آئی تھی کہ ہندوستان میں بھی اس طرز کا بینک قائم ہوگیا ہے۔

۴- بیضہ بیوی کا ہو، لیکن نطفہ شوہر کا نہ ہو۔ اسپرم بینک سے اپنی پسند کا کوئی نطفہ حاصل کرکے اور اسے بیضہ سے بارآور کراکے استقرار حمل کسی دوسری عورت کے رحم میں کروایا جائے۔ یہ صورت اس وقت اختیار کی جاتی ہے جب شوہر نامرد ہو اور بیوی کا رحم استقرارِ حمل کے قابل نہ ہو، البتہ اس کا بیضہ صحیح سالم ہو۔

اخلاقی اور تہذیبی جواز؟

ربع صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ مسئلہ عالمی سطح پر ماہرینِ سماجیات کے درمیان اب تک بحث و گفتگو کا موضوع نہیں بن سکا ہے۔ اور اس کے اخلاقی، سماجی اور تہذیبی مضمرات کا ٹھیک سے جائزہ نہیں لیا گیا ہے۔ اسے صرف اس پہلو سے دیکھا گیا ہے کہ جو جوڑے فطری طریقۂ تولید کے ذریعے اولاد نہیں حاصل کرسکتے یا جو افراد رشتۂ ازدواج میں

بندھے بغیر اولاد چاہتے ہیں، اس تکنیک کے ذریعے انہیں اپنی خواہش پوری کرنے کا زرّیں موقع ہاتھ آ گیا ہے، لیکن اس کام کے لیے جو عورت اپنا رحم پیش کرتی ہے وہ اس کے عوض چند ٹکے تو پا جاتی ہے، لیکن اپنے رحم میں پرورش پانے والے جنین کو دوسرے شخص کے حوالے کرنے کے جو نفسیاتی اثرات اس پر پڑتے ہیں اس کا تجزیہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ اس معاملے میں زیادہ سے زیادہ، غریب عورتوں کے استحصال کے امکان کے پیش نظر تفصیلی قوانین وضع کیے جانے کا مطالبہ کیا گیا ہے، اور بعض ممالک میں ایسے قوانین منظور بھی ہو گئے ہیں۔ لیکن اس مسئلے پر اس سے زیادہ توجہ دینے اور اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث و مذاکرہ کی ضرورت ہے۔

آئندہ سطور میں اس موضوع پر بحث کی جائے گی کہ اسلام اس پورے معاملہ کو کس نظر سے دیکھتا ہے؟ اور اس کے سلسلے میں اس کا کیا موقف ہے؟

اسلام کی بنیادی تعلیمات

قبل اس کے کہ اس موضوع پر اسلام کے موقف کی بہ راہ راست وضاحت کی جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے عائلی نظام سے متعلق چند بنیادی تعلیمات بیان کر دی جائیں۔

(الف) نکاح-توالد و تناسل کا واحد جائز ذریعہ

اسلام نے توالد و تناسل کو رشتۂ ازدواج سے منسلک کیا ہے۔ اس کے نزدیک نسل انسانی میں اضافہ کا فطری طریقہ یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان باہم نکاح ہو اور جائز اور قانونی طریقہ سے ان کے درمیان جنسی تعلق قائم ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَّنِسَاءً۔ (النساء:۱)	لوگو اپنے رب سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دیے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً وَّجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۔(النحل:۷۲)

اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تمھارے لیے تمھاری ہم جنس بیویاں بنائیں اور اسی نے ان بیویوں سے تمھیں بیٹے پوتے عطا کیے اور اچھی اچھی چیزیں تمھیں کھانے کو دیں۔

ناجائز جنسی تعلق کو اسلام میں سراسر حرام قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلاَ تَقْرَبُواْ الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلاً (بنی اسرائیل:۳۲)

زنا کے قریب نہ پھٹکو، وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔

(ب) مرد کے نطفے سے کسی غیر عورت کو بارآور نہیں کیا جاسکتا

اسلامی شریعت کی رُو سے یہ قطعاً ناجائز ہے کہ کسی مرد کے نطفے سے ایسی عورت کو بارآور کیا جائے جو اس سے رشتۂ ازدواج میں منسلک نہ ہو۔ حضرت رویفع بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لایحل لامرئ یومن باللہ والیوم الآخر ان یسقی ماؤہ زرع غیرہ۔[۱]

کسی شخص کے لیے، جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو، جائز نہیں ہے کہ اپنے پانی (یعنی مادۂ تولید) سے کسی دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے (یعنی غیر عورت سے مباشرت کرے)۔

اس حدیث میں اصلاً 'استبراءِ رحم' کا حکم بیان ہوا ہے، یعنی اگر کوئی عورت کسی مرد سے حاملہ ہو، تو اس کے وضعِ حمل سے قبل کسی دوسرے مرد کے لیے اس سے مباشرت کرنا جائز نہیں ہے۔ راویٔ حدیث حضرت رویفعؓ نے 'ای اتیان الحبالی' کے الفاظ سے یہی تشریح کی ہے، لیکن اس حدیث کا عام مفہوم بھی لیا جاسکتا ہے کہ کسی مرد کے لیے اپنا نطفہ کسی اجنبی عورت کے رحم میں داخل کرنا جائز نہیں ہے۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

---

[۱] سنن ابی داوٗد، کتاب النکاح، باب فی وطی السبایا، ۲۱۵۸

ای یدخل نطفته محل زرع غیرہ۔[۱]

یعنی (کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ) اپنا نطفہ ایسی جگہ داخل کرے جہاں دوسرے کے بچے کی پرورش ہوتی ہے۔

(ج) شرم گاہ کی حفاظت

اسلام نے مردوں اور عورتوں دونوں پر لازم کیا ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ... وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ۔ (النور:۳۰-۳۱)

(اے نبی) مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں ... اور (اے نبی) مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

دوسری آیت میں یہی بات کھول دی گئی ہے کہ ممانعت اصلاً ناجائز جنسی تعلق کی ہے، چنانچہ اہل ایمان کا ایک وصف یہ بھی بیان کیا گیا ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ. إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ ...۔ (المومنون:۵-۶)

اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے....

'شرم گاہوں کی حفاظت' میں جہاں یہ بات شامل ہے کہ ماورائے نکاح کسی طرح کا جنسی تعلق قائم نہ کیا جائے، وہیں اس کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے کہ جنسی اعضاء سے کوئی ایسا کام نہ لیا جائے جو فطری طریقۂ تولید کے مغایر ہو۔ اسی بنا پر لواطت (Homosexulity) استمناء بالید (Masterbation) اور جنسی تسکین کے دیگر غیر فطری طریقوں کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔[۲]

---

[۱] عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، شمس الحق عظیم آبادی، المکتبۃ السّلفیہ، مدینہ منورۃ، ۱۹۶۸ء، ۶/۱۹۵

[۲] تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر، دار ابن حزم بیروت، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء، ص ۱۲۹۱

(د) نسب کی حفاظت ضروری ہے

اولاد کی خواہش انسان کی فطری خواہش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ... (آل عمران:۱۴)	لوگوں کے لیے مرغوبات نفس: عورتیں، اولاد ... بڑی خوش آیند بنا دی گئی ہیں۔

اگر کسی وجہ سے کسی شادی شدہ جوڑے کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکے تو اسلام اجازت دیتا ہے کہ وہ کسی رشتہ دار یا یتیم بچے کو اپنا کر اس کی پرورش کر سکتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی وہ نسب کی حفاظت پر بہت زور دیتا ہے۔ اس کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا باپ کہے یا کوئی شخص کسی دوسرے کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دے۔ احادیث میں ایسا کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور اس پر وعید سنائی گئی ہے۔

حضرت واثلہ بن اسقعؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان من اعظم الفِرَی ان یدّعی الرجل الیٰ غیر ابیه۔[1]	سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لیس من رجل ادّعی لغیر ابیه وهو یعلمه الا کفر۔[2]	جس شخص نے جان بوجھ کر اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف کی اس نے کفر کیا۔

عہد جاہلیت میں کوئی شخص کسی دوسرے کے بچے کو اپنا بیٹا بنا لیتا تھا تو وہ اسی کی طرف منسوب ہو جاتا تھا اور اس کا تعارف اس کے بیٹے کی حیثیت سے ہونے لگتا تھا۔ اس سے روک دیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، ۳۵۰۹

[2] صحیح بخاری: ۳۵۰۸

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَ كُمْ أَبْنَاءَ كُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ. ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ۔ (الاحزاب:۴-۵)

اور نہ اس نے تمھارے منہ بولے بیٹوں کو تمھارا حقیقی بیٹا بنایا ہے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو تم لوگ اپنے منہ سے نکال دیتے ہو، مگر اللہ وہ بات کہتا ہے جو مبنی بر حقیقت ہے اور وہی صحیح طریقے کی طرف رہ نمائی کرتا ہے۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔ اور اگر تمھیں معلوم نہ ہو کہ ان کے باپ کون ہیں تو وہ تمھارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔

علامہ قرطبیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

''اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے 'تبنّی' (کسی کو منہ بولا بیٹا بنانا) کا حکم اٹھا لیا اور کسی شخص کو جو حقیقی بیٹا نہ ہو، بیٹا کہنے سے روک دیا اور اس بات کی طرف رہ نمائی کی کہ زیادہ بہتر اور مبنی بر انصاف رویّہ یہ ہے کہ آدمی کو اس کے نسبی باپ کی طرف منسوب کیا جائے۔''[۱]

رحم کی کرایہ داری - اسلام کا نقطۂ نظر

رحم کی کرایہ داری کی جو صورتیں رائج ہیں اور جن کا گزشتہ سطور میں تذکرہ کیا گیا ہے، ان میں دینی و شرعی اعتبار سے بڑے مفاسد پائے جاتے ہیں:

۱- قرآن میں اہل ایمان مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ جو عورت اپنے رحم میں کسی غیر مرد کے بارآور نطفہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس حکم کو پامال کرتی ہے۔

۲- اسلام نے توالد و تناسل کو نکاح کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ اس تکنیک کے ذریعے جو عورت اپنے رحم میں کسی مرد کے نطفے کا استقرار کرواتی ہے، اس سے اس کا ازدواجی رشتہ نہیں ہوتا۔

۱۔ الجامع لاحکام القرآن، قرطبی، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۸۸ء، جلد:۷، جزء:۱۴، ص:۸۰

۳- اسلام نے نسب کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے، جب کہ اس تکنیک کو اختیار کرنے سے اختلاطِ نسب کا قوی شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۴- انسان کا جسم اور اس کے اعضاء اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ انھیں نہ فروخت کیا جاسکتا ہے نہ کرایہ پر اٹھایا جاسکتا ہے۔

۵- جو عورت اس خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتی ہے وہ اگر بے شوہر کی ہے (کہ غیر شادی شدہ یا مطلقہ یا بیوہ ہے) تو سماج میں اس پر بدکاری اور دیگر ناپسندیدہ الزامات لگنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

ان مفاسد کی وجہ سے تمام علماء نے متفقہ طور پر قائم مقام مادریت کی مذکورہ بالا تمام صورتوں کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ موضوع بین الاقوامی فقہ اکیڈمیوں میں بھی زیرِ بحث رہا ہے اور ان میں بھی ان کی حرمت پر علماء کا اتفاق رہا ہے۔ ان اجلاسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

- رابطہ عالم اسلامی کی زیرِ نگرانی قائم اسلامک فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کا آٹھواں اجلاس، منعقدہ ۲۸/ ربیع الثانی تا ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ (۱۹۸۵ء)۔
- تنظیم اسلامی کانفرنس کی زیرِ نگرانی قائم بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کا تیسرا اجلاس منعقدہ عمان مورخہ ۸ تا ۱۳/ صفر ۱۴۰۷ھ (۱۹۸۶ء)
- مصر کی مجمع البحوث الاسلامیۃ کا اجلاس قاہرہ، ۲۰۰۱ء

عالم اسلام کے مشہور فقہاء: ڈاکٹر جاد الحق علی جاد الحق (سابق شیخ الازہر مصر)، ڈاکٹر محمد سید طنطاوی (شیخ الازہر)، ڈاکٹر یوسف القرضاوی (قطر)، ڈاکٹر مصطفیٰ زرقاء، رکن اسلامک فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ وغیرہ نے بھی رحم کی کرایہ داری کی مذکورہ بالا تمام صورتوں کو حرام قرار دیا ہے۔[۱]

قائم مقام مادریت کی ایک جائز صورت

ایک صورت یہ ہے کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہوں۔ ایک بیوی میں بیضہ

[۱] مقالہ: تاجیر الارحام فی الفقہ الاسلامی، د. ھند الخولی، مجلۃ جامعۃ دمشق للعلوم الاقتصادیۃ والقانونیۃ، جلد ۲۷، شمارہ ۳، ۲۰۱۱ء، ص ۲۸۲-۲۸۳

(Ovum) تو بنتا ہو، لیکن وہ رحم (Uterus) کے کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ اس میں حمل کا استقرار نہ ہوسکتا ہو، اس کا بیضہ لے کر شوہر کے نطفے (Sperm) سے اسے بارآور (Fertilize) کیا جائے، پھر اس کی پرورش دوسری بیوی کے رحم میں ہو۔ کیا اسلامی شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟

تنظیم اسلامی کانفرنس کی زیرنگرانی قائم بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے اجلاس عمان ۱۴۰۷ھ (۱۹۸۶ء) میں اس صورت کو بھی ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ رابطہ عالم اسلامی کی زیرنگرانی قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے اجلاس مکہ مکرمہ ۱۴۰۴ھ (۱۹۸۴ء) کے شرکاء نے اس صورت کو جائز قرار دیا تھا، لیکن اگلے اجلاس ۱۴۰۵ھ (۱۹۸۵ء) میں اس فیصلے کو واپس لے لیا گیا اور اس صورت کو بھی حرام قرار دے دیا گیا۔ اس کی دلیل یہ دی گئی کہ اس سے اختلاطِ نسب کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ البتہ ہندوستانی فقہاء اس صورت کے جواز کا رجحان رکھتے ہیں۔ مولانا محمد برہان الدین سنبھلی نے لکھا ہے:

> ''بیضہ جس عورت سے لیا گیا اگر وہ بھی بیوی ہو اس مرد کی، جس کے نطفہ سے مخلوط کیا گیا ہے اور پھر یہ مرکب جس عورت کے جسم میں داخل کیا گیا ہے وہ بھی اس مرد کی بیوی ہو تو جواز کا امکان ہے، ورنہ نہیں'' [۱]

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے جواز کی ایک صورت یہ بتائی ہے:

> ''شوہر اور اس کی ایک بیوی کا مادہ حاصل کیا جائے اور اس کے آمیزے کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں منتقل کردیا جائے۔ اس لیے کہ اس کی پہلی بیوی زچگی کی متحمل نہ ہو، یا طبّی اسباب کی بنا پر تولید کی اہل نہ ہو'' [۲]

ایک شاذ رائے

اجرت پر رحم مادر کے حصول کی درج بالا صورتوں میں سے پہلی صورت کو بعض علماء نے جائز قرار دیا ہے۔ وہ یہ کہ شوہر نطفہ اور بیوی بیضہ فراہم کرسکتی ہو، لیکن اس کے رحم میں کسی

---

[۱] موجودہ زمانے کے مسائل کا شرعی حل، مولانا برہان الدین سنبھلی، طبع دہلی ۱۹۹۲ء، ص ۱۸۲

[۲] حلال وحرام، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد، ۱۹۹۳ء، ص ۳۰۳

مرض کی وجہ سے بارآور نطفہ کا اس میں استقرار نہ ہوسکتا ہو۔ چنانچہ دونوں کے مادوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں بارآور کر کے کسی دوسری عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جائے اور وہ جنین کی پرورش کر کے ولادت کے بعد بچے کو زوجین کے حوالے کر دے۔ ڈاکٹر عبدالمعطی بیومی، رکن مجمع البحوث الاسلامیہ و سابق پرنسپل کلیۃ اصول الدین جامعۃ الازہر (مصر) کی رائے میں یہ صورت جائز ہے۔ انھوں نے اسے 'رضاع' کے مسئلے پر قیاس کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح شریعت نے بچے کو ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کے لیے دودھ پلانا جائز قرار دیا ہے، بچہ اس کے دودھ سے تغذیہ حاصل کرتا اور پرورش پاتا ہے۔ اسی طرح جنین کی تشکیل اصلاً شوہر کے نطفہ اور بیوی کے بیضہ سے ہو جاتی ہے۔ کسی دوسری عورت کا رحم اس کو صرف غذا فراہم کرتا ہے۔ اس لیے اگر کچھ احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں، مثلاً یہ کہ اپنا رحم پیش کرنے والی عورت اگر شادی شدہ ہو تو اس زمانے میں اس کا شوہر اس سے مباشرت نہ کرے، تاکہ اختلاط نسب کا خدشہ نہ پایا جائے تو اس صورت کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔[1]

یہ ایک کم زور رائے ہے۔ اجنبی عورت کے رحم میں جنین کی پرورش کو مسئلہ رضاع پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ رضاع کی اجازت شریعت میں ایک زندہ وجود (بچے) کی زندگی کی حفاظت و بقا کے لیے دی گئی ہے، جب کہ اجنبی عورت کے رحم کو اجرت پر حاصل کر کے ایک نئی زندگی کو وجود میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ رضاع کی صورت میں اختلاط نسب کا کوئی امکان نہیں ہوتا، جب کہ موخر الذکر صورت میں اختلاطِ نسب کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اس رائے کو علماء کے درمیان مقبولیت نہیں حاصل ہوئی ہے۔

اجرت پر رحم مادر کے حصول کا معاملہ موجودہ دور کے نئے مسائل میں سے ہے، گو یہ پوری دنیا میں بڑے پیمانے پر رواج پا رہا ہے، لیکن اس میں چوں کہ اسلام کے عائلی نظام سے متعلق متعدد مفاسد پائے جاتے ہیں، اس لیے شرعی اعتبار سے اس کی کوئی صورت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

☆☆☆

---

[1] مقالہ تاجیر الارحام، حوالہ سابق

ادارۂ تحقیق و تصنیفِ اسلامی کی

چند اردو مطبوعات

	کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
۱	معرکۂ اسلام و جاہلیت	مولانا صدرالدین اصلاحی	۱۳۷	۹۰
۲	مذہب کا اسلامی تصور	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۵۹۱	۱۰۰
۳	مشترکہ خاندانی نظام اور نظریہ اسلام	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۱۰۲	۴۰
۴	وحدتِ ادیان کا نظریہ اور اسلام	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۱۹۲	۴۰
۵	آزادیٔ فکر و نظر اور اسلام	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۱۲۸	۴۰
۶	قرآن، اہلِ کتاب اور مسلمان	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۲۹۶	۷۰
۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۲۰۰	۵۰
۸	اہلِ مذاہب کو قرآن کی دعوت	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۸۴	۴۵
۹	کفر اور کافر قرآن کی روشنی میں	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۶۰	۲۰
۱۰	جرائم اور اسلام	مولانا محمد جرجیس کریمی	۲۲۴	۵۰
۱۱	مسلمانوں کی حقیقی تصویر	مولانا محمد جرجیس کریمی	۱۶۴	۵۵
۱۲	عہدِ نبوی کا نظامِ حکومت	پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی	۱۳۶	۳۰
۱۳	شیئر بازار میں سرمایہ کاری	ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی		

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر-۹۳، علی گڑھ-۱

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، دعوت نگر ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵